

سالانہ قیمت تین روپیہ آٹھ آنہ (عہ)

رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۹

پادری غلام مسیح صاحب میکلوڈ روڈ ۔ لاہور } اسسٹنٹ ایڈیٹر

پادری ڈبلیو ۔ جے کلارک صاحب ایم ۔ اے ۔ ایمپرس روڈ ۔ لاہور } منیجر

نور افشاں

جملہ خط و کتابت و ترسیل زر بنام منیجر صاحب نور افشاں ہونا چاہیے تمام مضامین و اشتہارات وغیرہ برائے اندراج کاغذ کے ایک طرف تحریر کرکے دفتر نور افشاں میکلوڈ روڈ ۔ لاہور کے پتہ ارسال فرمایا کریں ۔

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آ کے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے

جلد ۵۵ | ہفتہ وار بروز جمعہ لاہور سے شائع ہوتا ہے ۔ ۷ جنوری ۱۹۲۷ء | نمبر ۱

غزل

جناب شفا کے قلم سے

کیوں نہ مضطر ہو انتظار سے آنکھ — دیدۂ شہ ہو تو ہو قرار سے آنکھ
شاد آئے نہ آپ آخر کار — ہو گئی کور انتظار سے آنکھ
عشقِ عیسیٰ میں ہو فنا ایدل ۔ — کہہ رہی ہے یہ انکسار سے آنکھ
کسکو دیکھوں کسے نہ دیکھوں میں — اب تو باہر ہے اختیار سے آنکھ
شکل دکھلا دو تم مجھے شاہا — تنگ آئی ہے انتظار سے آنکھ
شہ کی زیارت ہوئی نہ جی بھر کے — کھل گئی فرطِ اضطرار سے آنکھ
کیا یہ دنیا میں ہوتی آئی ہے — سب چھپاتے ہیں سوگوار سے آنکھ
کمیاڈروں میں فریب شیطان سے — رہ گئی میری کردگار سے آنکھ

لاکھ تدبیر کی شفا لیکن
باز آئی نہ انتظار سے آنکھ

نظم

از قلم جناب دینا ناتھ کپور جلوہ

عجب تمکنت ہا بکنعاں تمہاری — ہے ادنیٰ صفت شاہ خوباں تمہاری
اٹھا پردہ جلوہ دکھا بہر خوبی — کرم ہا نگہ رحمت اے جاں تمہاری
نگاہوں میں تری ایک جادو بھرا ہے — کرامت کی قدرت ہیں مژگاں تمہاری
لبِ بام کرتی اشارے ہیں کیا کیا — پُر از شانِ شفقت یہ مژگاں تمہاری
کسی میں نہ ہونگے یہ وصفِ وجاہت — یہ رنگت و خوبی نہ پنہاں تمہاری

ترا نام ہے زندگی مردہ جاں کی — ہے گفتار شفقت ہی عرفاں تمہاری
لبِ لعل ہیں رشکِ لعلِ بدخشاں — انہی میں حلاوت ہے پنہاں تمہاری
عجب سلکِ مظہر ہے وندانکی مسلک — انہی سے عنایت ہے افشاں تمہاری
تری شانِ عظمت فزوں سے بیاں ہے — لبِ عرش حشمت ہے جاناں تمہاری
ترے عشق میں جاں بحق ہو چکے ہیں — کچھ ہے باقی حسرت؟ اے جاناں تمہاری
زلف کی تفسیر واللیل ظاہر — اسی میں وہ عظمت ہی پنہاں تمہاری

رقیبوں پہ شفقت شب و روز جلوہ
عجب طرزِ اُلفت ہے جاناں تمہاری

پنجاب کرسچن کانفرنس کا سالانہ اجلاس و تعلیمی کانفرنس

امسال گوجرانوالہ میں ۲۸ تا ۳۰ جنوری ۱۹۲۷ء منعقد ہوگا کھانے ۔ رہائش اور جلسوں کا انتظام شفاخانہ امراضِ چشم گوجرانوالہ کے احاطہ میں متصل مشن کمپونڈ گوجرانوالہ ہوگا ۔ کھانا عمدہ اور بازار کے نرخ پر مہیا کیا جائیگا ۔ رہائش وغیرہ کے لئے ، فی کس ۱ یوم کے لئے دینا ہوگا ۔ ۲۸ تاریخ ۲ بجے بعد دوپہر پروسیشن . . . ریلوے سٹیشن سے شروع ہو کر شہر میں سے ہوتا ہوا مقام جلسہ پر ۱½ بجے تک پہنچیگا جہاں سب مسیحی دوستوں اور مہمانوں کی خاطر چائے وغیرہ سے کی جائیگی جس کے بعد کانفرنس کی افتتاحی رسم ادا ہوگی ۔ ۲۸ کی رات اور ۲۹ تمام دن کارروائی کے اجلاس ہونگے جن میں ترقی جماعت کے اہم اصولوں پر غور کیا جائیگا اور تجاویز سوچی جائینگی ۔ ہفتہ کی رات کانفرنس کے لئے ڈرامہ کا انتظام ہوگا جسکا ٹکٹ ۸؍ فی کس ہوگا ۔ اتوار کو کنسرٹ کانفرنس اور گوجرانوالہ کانگریگیشن کی متحدہ عبادت اور رسمِ عشائے ربانی جلسہ گاہ کانفرنس میں ہونگی ۔

امید کی جاتی ہے کہ نہ صرف تمام ممبران کانفرنس بلکہ تمام مسیحیان پنجاب کا اس

میں حاضر ہوکر اور حصہ لیکر نہ صرف کانفرنس کو رونق بخشینگے بلکہ اسکو کامیاب بنانے میں مدد دینگے۔ ہماری قومی ترقی کا انحصار اتحاد پر ہے۔ تفرقہ اور خود غرضیاں قوم کو کافی برباد کر چکی ہیں۔ اب وقت ہے کہ ہم خواب غفلت سے جاگیں اور زمانہ حال کی رفتار کے ساتھ ساتھ قدم ماریں۔ تمام اصحاب جو اس کانفرنس میں شریک ہونا چاہتے ہیں براے نوازش اپنی آمد کی خبر بندہ کو ۲۰ جنوری ۱۹۳۷ء تک دیدیں تاکہ ان کے استقبال رہائش وغیرہ کا مناسب اور عمدہ انتظام کیا جا سکے۔ مشتہر ڈاکٹر ای چارلس شفاخانہ امراض چشم گوجرانوالہ

مژدۂ جانفزا

خداوند یسوع مسیح ۔۔۔ جسکو یوحنا رسول اپنی انجیل کے پہلے باب کی پہلی آیت میں کلمہ کے نام سے نامزد کرتا ہے۔ جسے خدا کا بیٹا کہا جاتا ہے۔ جس میں کل حکمت و معرفت کے خزانے چھپے ہوئے ہیں آج کے دن انسان کے جسم میں رونما ہوا بالفاظ دیگر وہ انسان بنا۔ اس زمانہ کی حالت دن بدن بد سے بدتر ہو رہی تھی۔ سو یسوع مسیح نے بنی نوع انسان کو گناہ کی زنجیروں سے رہائی عطا کرنے کی خاطر اپنی جلالی حالت کو انسانی شکل میں تبدیل کیا۔ تاکہ جو کوئی اُس پر ایمان لائے ہلاک نہ ہو بلکہ ہمیشہ کی زندگی پائے۔ لیکن خداوند یسوع مسیح کی پیدائش کی خوشی کوئی شاہانہ طور پر نہ سنائی گئی تھی۔ بلکہ اُس کی پیدائش کی خبر چند ایک اشخاص کو ملی۔ اور باقی انسانوں سے یہ بھید مخفی رہا۔ ہم اس کی پیدائش کا ذکر ہر چہار اناجیل میں پڑھتے ہیں۔ مریم اور یوسف دونوں کسی دور دراز جگہ سے بیت اللحم آئے۔ تاکہ اپنا نام درج کرائیں۔ ان دونوں نے قیصر کے حکم کی تعمیل کی۔ اگرچہ مریم کی جسمانی حالت مانع تھی کہ وہ ایسا خطرناک سفر اختیار کرے۔ تاہم اُس نے قیصر کے حکم کی فرمانبرداری کی۔ کیا اس سے یہ امر مترشح نہیں ہوتا کہ وہ مریم جس نے باوجود اس قدر نازک حالت کے قیصر کے حکم کی تعمیل کی۔ خداوند کے احکام کو خوشی سے انجام دیتی ہوگی۔ انجیل میں لکھا ہے کہ مریم کا وقت ۔۔۔ آ پہنچا اور وہ اکلوتا بیٹا جنی۔ چونکہ اُس کے لئے کوئی مکان تیار نہ کیا گیا تھا۔ اُس نے اُسے چرنی میں لٹا دیا۔ لیکن اس وقت کسی کو کانوں کان خبر نہ ہوئی کہ اس وقت ایسا شاہنشاہ تولد ہوا ہے۔ خداوند نے اس راز کا انکشاف غیر وقت پر نہ کیا۔ اُس نے امیروں پر یہ بھید نہ کھولا تھا۔ لیکن یہ مژدہ جانفزا چند گڈریوں کو سنایا گیا اور فرشتوں نے اس سربستہ راز کا انکشاف یوں کیا تھا۔ "میں تمہیں بڑی خوشی کی بشارت دیتا ہوں جو ساری امت کے واسطے ہوگی۔ آج داؤد کے شہر میں تمہارے لئے ایک منجی پیدا ہوا۔ یعنی مسیح خداوند۔" ان الفاظ سے بہتر پیغام اور کیا ہو سکتا تھا۔ یہ پیغام کل دنیا کے لئے تھا۔ اس وقت جبکہ دنیا میں ابتری کا دور دورہ تھا تو یہ شہزادہ امن و امان پیدا ہوا۔ آج ہمیں بھی یہ پیغام سنایا جا رہا ہے۔ لیکن ہم سنتے نہیں۔ ہم دنیا کی لذتوں پر سرتاپا مستغرق ہیں۔ خداوند یسوع مسیح کی پیدائش پر یہ پہلا وعظ ہے اور آج بھی ہمیں یہی وعظ سنایا جاتا ہے۔ ہم کرسمس کو مناتے ہیں۔ لیکن اس پیغام پر غور نہیں کرتے یہ مژدہ دینے کے بعد فرشتے چلے گئے۔ اور ساتھ ہی اُنہوں نے گیت گایا۔ "عالم بالا پر خدا کی تمجید ہو اور زمین پر اُن آدمیوں میں جن سے وہ راضی ہے صلح"۔ فرشتوں نے اپنا کام کیا اور چلے گئے۔ اُس کے بعد چرواہوں کا کیا حال تھا۔ اُنہوں نے اس معاملہ پر غور کیا۔ ان میں سے ایک نے کہا "آؤ ہم بیت اللحم چلیں۔" وہ ایک دوسرے سے جھگڑے نہیں۔ اُنہوں نے اعتراض نہیں کئے۔ اُنہوں نے یہ نہیں کہا کہ ایسا واقع نا ممکن الوقوع ہے۔ ان کے دلوں میں مطلق شک نہ آیا وہ ایسے شکوک سے مبرا تھے وہ سب بیت اللحم کی طرف روانہ ہوئے۔ ذرا ان کی خود انکساری پر غور کرو۔ اُنہوں نے اپنی بھیڑوں کی زیادہ فکر نہ کی۔ وہ اس بیابان میں اُن کو چھوڑنے کو تیار تھے۔ اس جنگل میں بھیڑیے اور درندے رہتے ہونگے۔ وہ بستی سے دور تھے۔ لیکن اُنہوں نے ایسے امور پر چنداں غور نہ کیا اور یکدل ہو کر اس نوزائیدہ بچہ کو دیکھنے کی خاطر روانہ ہوئے۔ اُنہوں نے حیات جاودان کے داتا کو پایا۔ انہوں نے زندگی کی روٹی پائی کیا ہم میں سے کوئی ایسی خود انکساری کرنے کو تیار ہے۔ کیا ہمیں خانگی اُلفت روپیہ کی چاہت خداوند سے دور نہیں رکھتی۔ کیا ہم شب و روز روپیہ فراہم کرنے میں مستغرق نہیں رہتے؟ آؤ ہم بھی ایک دوسرے سے کہیں "آؤ ہم بیت اللحم کو چلیں اور اس بڑے منجی کو دیکھیں۔" ان چرواہوں میں مکاری اور فریب کا نام تک نہ تھا۔ وہ صدق دلی سے اپنے خداوند نجات دہندہ کے تجسس میں گئے۔ پس ہمیں بھی چاہئے کہ ہم بغیر مکر و فریب کے خداوند کے کلام کو قبول کریں۔ ہمارا ایمان بچہ کی مانند چاہئے۔ لیکن آج کے دن ان چرواہوں کے ایمان اور ہمارے ایمان میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ اُنہوں نے ایک بات سنی اور اس پر ایمان لائے۔ ہم سنتے ہیں اور اس پر اعتراض کرتے ہیں۔ اے ناظر اپنے دل میں دیکھ کہ وہ کس قدر شبہات سے بھرا پڑا ہے وہ دنیاوی لذتوں میں کس قدر محو ہے۔

"پس اُنہوں نے جلدی سے جا کر مریم اور یوسف کو دیکھا"۔ وہ جلدی سے گئے۔ اُنہوں نے تاخیر نہیں کی۔ آج یہی پیغام ہمارے لئے ہے۔ خداوند ہمیں بلا رہا ہے۔ لیکن ہم دیر کر رہے ہیں۔ ہمیں اپنا دل اس کے حوالے کرنا چاہئے۔ غور و خوض کرنے کا موقع نہیں۔ ہمیں اپنے خداوند کے احکام کی تعمیل کرنے میں تاخیر نہیں کرنی چاہئے۔ کیا ہمارا ایمان چرواہوں کے ایمان کی مانند ہے؟ جب اُنہوں نے بچہ کو پا لیا تو اس کی پیدائش کی خبر مشہور کر دی۔ اس زمانے کے لوگوں نے سنی اور قبول کی۔ ہر ایک نے جا کر اس مژدہ جانفزا کی تصدیق نہیں کی۔ بلکہ اُنہوں نے [illegible] درست جانا کیا آجکل جبکہ ہمارے پاس اس نجات دہندہ کے حق میں اس قدر ذخیرہ موجود ہے۔ ہم ایمان لاتے ہیں یا یوں ہی لایعنی بحث و مباحثہ میں اپنا وقت صرف کر رہے ہیں۔

ہم نے یسوع مسیح کو پا لیا ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ وہ ہماری اور کل جہان کی نجات کی خاطر پیدا ہوا

دیکھو صفحہ ۱۱

نور افشاں

مطبوعہ ۷ جنوری ۱۹۲۷ء

خداوند کی حمد و ستائش کیلئے بلاہٹ

خداوند کا شکر کرنا اور تیرے نام کی ستائش کے گیت گانا اے حق تعالیٰ بھلا ہے۔ زبور ۹۲: ۱۔

خداوند کی ستائش کرو۔ زبور ۱۰۶: ۱۔

خداوند میں خوش رہنا اور خداوند میں خوشی کرنا دو مختلف باتیں ہیں۔ خداوند میں خوش رہنے کی بات کل ہمیں ہمارے پاسٹر صاحب نے نہایت صفائی اور وضاحت سے پیغام سنایا۔ اس وجہ سے خداوند میں خوش رہنے کی بابت زیادہ کچھ کہنے سننے کی ضرورت نہیں۔ لیکن خداوند میں خوشی کرنے کی بابت آج کچھ گذارش کرنا ضروری ہو۔ خوشی کرنے کی بہت سی صورتیں ہیں اور بہت سے طریقے اور وسائل ہیں۔ کلام میں اُن صورتوں میں سے ایک صورت خوشی کرنے کی ہماری سندی آیات میں مذکور ہوئی ہے۔ خوشی کرنے کی اس صورت کا بیان کئی اصطلاحات اور الفاظ میں آیا ہے جو قریباً ہم معنا الفاظ الفاظ ہیں۔ مثلاً حمد و ثنا۔ تعریف و توصیف اور ستائش و گیت وغیرہ ایک ہی مطلب کو ظاہر کرنے والے الفاظ ہیں جو ہماری خوشی کرنے پر دلالت کرتے ہیں۔ ہماری سندی آیات میں ان جملہ الفاظ کا مطلب "ستائش کرو" میں ادا کیا گیا ہے۔

انسانی طبیعت کی خوشی اُس کے محسن کے محامد بیان کرنے میں پائی گئی ہے۔ انسان اپنے دوستوں کے وصف بیان کرنے میں کبھی نہیں تھکتا ہے۔ ایماندار کی نظر میں خداوند سے بڑھ کر اس کا کوئی محسن و پیارا اور دوست متحقق نہیں ہوا اسی وجہ سے ایماندار پر خداوند کی ستائش کرنا اُسکی اعلیٰ خوشی اور شادمانی کا اظہار بن گیا ہے۔ اور اسی وجہ سے ہمیں خداوند کی ستائش کرنے کو آج بلایا گیا ہے۔

خداوند کی ستائش کرو کا جملہ بانتک حکمیہ جملہ ہے جس میں ستائش کرنا اس وجہ سے مطلوب امر ہے کہ ستائش کرنے میں ہماری تمام خوشیوں کا قیام اور اُن کی بقا ہے۔ ہم بغیر ستائش کرنے کے ہرگز خوش نہیں رہ سکتے ہیں۔ ہماری جملہ خوشیاں خوشی کے اسباب کی حمد و ستائش سے وابستہ ہیں۔

میں کلام مقدس سے خداوند کی ستائش کرنے کے متعلق چند امور لازمی کا بیان کرونگا تاکہ ہمیں معلوم ہو جائے کہ خداوند کی ستائش ہمیں کیونکر کرنا ہے۔ ذیل کی باتوں پر غور فرمایا جائے۔

۱۔ خداوند کی ستائش کرنا بھلا کام ہو۔ اس سے بڑھکر دلپسند اور بھلا کام اور کوئی نہیں ہے۔ یہ کام ایک جادو اثر کام ہے جس میں ہر کس و ناکس کے دل آسانی سے کھنچے جا سکتے ہیں۔ اس وجہ سے اس کام کو انجام دینے پر خاص قسم کی تاکیدیں آئی ہیں۔ مثلاً تاکید آئی ہے کہ یہ کام

۲۔ تمام دل سے کیا جائے۔ میں اپنے سارے دل سے تیری ستائش کرونگا زبور ۱۳۸: ۱۔

۳۔ تمام دن ستائش کرنا ضروری امر بیان کیا گیا ہے اور میری زبان تیری صداقت اور تیری ستائش کی بات تمام دن کہتی رہیگی۔ زبور ۳۵: ۲۸۔

۴۔ زیادہ سے زیادہ ستائش کرنا مطلوب ہے خداوند بزرگ ہے اور لائق ہے کہ ہمارے خدا کے شہر میں اس کے مقدس پہاڑ پر اُس کی ستائش بہت طرح سے کی جائے۔ زبور ۴۸: ۱۔

۷۔ خوشی کی جملہ حالتوں میں خداوند کی ستائش کرنا مطلوب ہے اے ساری سرزمینو خدا کے لئے خوشی سے چلاؤ۔ اس کے نام کے جلال کے گیت گاؤ۔ حمد کرتے ہوئے اُس کی حشمت ظاہر کرو۔ زبور ۶۶: ۱-۲۔

۸۔ تکلیف کی جملہ حالتوں میں خدا کی ستائش کرو آدھی رات کے قریب پولس اور سیلاس دعا مانگ رہے اور خدا کی حمد کے گیت گا رہے تھے اور قیدی سن رہے تھے۔ اعمال ۱۶: ۲۵۔

۹۔ زندگی بھر خدا کی ستائش کرو۔ خداوند کی ستائش کرو۔ اے میری جان خداوند کی ستائش کر۔ میں جب جیتا رہونگا خداوند کی ستائش کرونگا۔ زبور ۱۴۶: ۱۔

۱۰۔ اپنی اپنی شوکت اور اپنے باجوں کے ساتھ ستائش کرو اے خدا میرا دل قائم ہے میں اپنی شوکت کے ساتھ گاؤنگا اور ستائش کرونگا۔ جاگ اے بین اور بربط میں سویرے جاگونگا۔ اے خداوند میں لوگوں کے درمیان تیری شکرگذاری کرونگا میں قوموں کے بیچ تیری حمد گاؤنگا زبور ۱۰۸: ۱-۳۔

۱۱۔ خداوند یسوع مسیح کی آمد کے لئے خدا کی ستائش کرو اور یکایک اُس فرشتہ کے ساتھ آسمانی لشکر کا ایک گروہ خدا کی حمد کرتا اور یہ کہتا ظاہر ہوا کہ عالم بالا پر خدا کی تمجید ہو اور زمین پر اُن آدمیوں میں جن سے وہ راضی ہے صلح۔ لوقا ۲: ۱۳-۱۴۔

۱۲۔ دنیوی نعمتوں کے لئے خدا کی ستائش کرو میں خدا کی حمد و ثنا گاؤنگا۔ کیونکہ اُس نے مجھ پر احسان کیا ہے۔ زبور ۱۳: ۶۔

۱۳۔ روحانی نعمتوں کے سبب خدا کی ستائش کرو ہمارے خداوند یسوع مسیح کے خدا اور باپ کی حمد ہو جس نے ہم کو مسیح میں آسمانی مقاموں پر ہر طرح کی روحانی برکت بخشی۔ افسی ۱: ۳۔

۱۴۔ حصول نجات کے لئے خدا کی ستائش کرو خداوند اسرائیل کے خدا کی حمد ہو۔ کیونکہ اُس نے اپنی اُمت پر توجہ دے کر اُسے چھٹکارا دیا اور اپنے خادم داؤد کے گھرانے میں ہمارے لئے نجات کا سینگ نکالا۔ لوقا ۱: ۶۸-۶۹۔

۱۵۔ مردے خداوند کی ستائش نہیں کر سکتے ہیں اسرائیل کے خدا کی ستائش و تعریف

کرنا اُن کا ہی کام ہے۔ جنھوں نے اُسے جان لیا ہے پہچان لیا ہے۔ جن کے اُس کے ساتھ محبت کے تعلقات پیدا ہو گئے ہیں۔ جو پھر کے زندہ ہو چکے ہیں مردے خداوند کی ستایش و تعریف نہیں کر سکتے۔ نہ خداوند کی ستایش و تعریف مردے انسانوں کی خوشی کا اظہار ہو سکتی ہے۔ اے خدا کے مقدسو تم جو آج کے دن خدا کے حضور زندہ ہو خداوند کی ستایش کرو۔ کیونکہ حمد و ستایش کرنا سیدھے لوگوں کو سجتا ہے۔

ہم پر نئے سال کی ذمہ واریاں

خدا کے فضل و کرم سے ۱۹۲۵ء کا سفر تمام کر کے اب ہم ۱۹۲۶ء کے میدان زندگی میں داخل ہو چکے ہیں۔ گذشتہ سال کا کام ختم ہو چکا۔ لیکن اب ہمارے روبرو نئے سال کے نئے کام ہیں۔ نئے فرائض ہیں نئی ذمہ واریاں ہیں۔ نئی سہولتیں ہیں نئی دشواریاں ہیں۔ نئے مطالبے ہیں نئی ضرورتیں ہیں۔ اگرچہ یہ سب کچھ گذشتہ سال کے کام اور ذمہ واریوں کا ہی تواتر ہے پر تو بھی سال کی تبدیلی کے ساتھ ان میں کچھ تبدیلی آگئی ہے۔ سال نو کی تشریف آوری نے ہمارے تمام مشاغل کو نیا رنگ دیدیا ہے۔ اس وجہ سے ہمارے جملہ فرائض و واجبات بھی نئے رنگ میں ہمارے سامنے آگئے ہیں اب ہمارے غور و فکر کی باتیں یہ ہیں کہ ہم ان نئے فرائض و واجبات سے کیا سلوک کرینگے؟

نور افشاں پنجابی مسیحیوں کا ہفتہ وار اُردو اخبار ہے جو اپنے جنم دن سے آج تک مسیحیت اور مسیحیوں کی بہتر خدمت انجام دیتا آیا ہے۔ وہ مسیحیوں اور غیر مسیحیوں کے لئے مسیحیت کی بہتر تفسیر کرتا آیا ہے۔ غیر مسیحی اصحاب کی غلط فہمیوں کی جو وہ مسیحیت کی بابت کرتے رہے ہیں بہتر طریق سے اصلاح کرتا آیا ہے۔ گو زمانہ کی تبدیلی نے اس کی زندگی کی راہ میں دشواریاں پیدا کیں۔ اس کے دوستوں نے بھی اس کی طرف سے بے رخی دکھائی پر وہ ان تمام دشواریوں پر خدا کے فضل و کرم سے غالب آتا ہوا اس نئے سال کی زندگی میں داخل ہو چکا ہے۔ وہ غیر مسیحی اہل قلم کو دعوت دیتا ہے کہ اگر انہیں مسیحیت اور مسیحیت کے بانی سے محبت ہے اگر انہیں کچھ بھی مسیحیوں سے اور جملہ غیر مسیحی ہم وطنوں سے ہمدردی ہے۔ اگر انہیں پنجاب اور ہند کے مسیحیوں کی فلاح و بہبودی کا کچھ بھی خیال ہے۔ اگر وہ اپنی تحریر سے مادر ہند کے فرزندوں کو کچھ بھی فیض پہنچا سکتے ہیں تو وہ کمر ہمت باندھ کر میدان تحریر میں نکلیں۔ وہ نور افشاں کو اپنا آلۂ کار بنائیں۔ نور افشاں ایسے مسیحی اہل قلم کے لئے ایک زبردست دوست ہے۔

ہم اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ پنجاب میں مسیحیوں کے اور بھی اخبار ہیں مسیحی اہل قلم ان کو بھی اپنے اپنے مقصد و مدعا کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ ہم اس بات سے خوش ہیں کہ ہمارے اہل قلم اُن کی امداد و اعانت میں کمربستہ ہیں۔ مگر وہ ماہواری رسالے ہونے کی وجہ سے مسیحی جماعت کے اُردو خوانوں کی ہرگز ضرورت کو پورا نہیں کر سکتے۔ روزانہ خوراک کھانے والے ماہواری خوراک پر زندہ نہیں رہ سکتے خواہ وہ کیسی ہی افضل و اشرف کیوں نہ ہو۔ روزانہ خوراک کھانے والوں کو روز روز کچھ کھانے کو ملنا چاہیئے خواہ چنے اور باجرے کی روٹیاں ہی ہوں۔ ایسے اصحاب کو اگر مہینہ میں ایک دفعہ حلوا مانڈہ بھی ملجائے تو اُن کی عید ہو سکتی ہے۔ لیکن مہینہ میں ایک دفعہ حلوا مانڈہ کھا کر کوئی بشر بہت دن زندہ نہیں رہ سکتا ہے۔ ایسے ہی اُردو خوان مسیحی جماعت کے افراد کے لئے اول تو کوئی روزانہ مسیحی اخبار ہونا چاہیئے تھا مگر ہماری بدقسمتی یہ ہے کہ روزانہ اخبار اور خوراک کا تو یوں قصہ تمام ہو جاتا ہے۔ باقی ہفتہ وار اخبار رہ جاتا ہے جس کی اہمیت ہمارے بیان کی محتاج نہیں ہے۔ ماہواری رسالوں کے مقابل اہل قلم کو ہفتہ وار اخبار سے بیشتر فائدہ اُٹھانے کی کوشش فرمانا چاہیئے۔ اس اعتبار سے نور افشاں ہمارے دوستوں کی زیادہ توجہ کا مستحق ہے۔ مسیحی اہل قلم پر نور افشاں کی نہایت زیادہ ذمہ داری ہے۔ اسے مسیحیوں اور غیر مسیحیوں کے لئے زیادہ مفید بنانے کا کام مسیحی اہل قلم کے فرض کا حصہ مقرر ہے۔ کیا ہمارے مسیحی اہل قلم اپنے نور افشانی فرض کا احساس رکھتے ہیں کلام میں آیا ہے کہ جو کوئی بھلائی کرنا جانتا ہے اور نہیں کرتا اس پر گناہ ہوتا ہے۔ نور افشاں کی قلمی امداد کرنا بھلائی ہے۔ یہ مذہبی بھلائی ہے۔ یہ مجلسی بھلائی ہے۔ یہ قومی اور ملکی بھلائی ہے۔ اگر مسیحی قلم سے مدد لینا جانتا ہوا قلم سے کام نہیں لیتا تو وہ اپنے توڑے کو چھپا رہا ہے۔ وہ چراغ کو پیمانے تلے دبا رہا ہے۔ اس کا چراغ گل ہو جائیگا۔ اس کا توڑا اُس سے چھینا جائیگا مگر خدا کا کام اُسکی توفیق سے جاری رہیگا۔

آخر میں ہم نور افشاں کے ان دوستوں کا شکریہ ادا کرتے ہیں جو سال گذشتہ میں نور افشاں کی قلمی امداد فرماتے رہے ہیں۔ نور افشاں کی اشاعت میں حصہ لیتے رہے ہیں۔ ان دوستوں سے ہمیں نئے سال میں بھی قلمی امداد کی توقع ہے۔ اُمید واثق ہے کہ نور افشاں کے دوست اس سال نور افشاں کو بہتر بنانے میں کوئی کسر باقی نہ چھوڑینگے۔

سب سے آخر میں ہم ان دوستوں کا شکریہ بھی ادا کرتے ہیں جنھوں نے گذرے سال مضامین تحریر کر کے ہمارے پاس روانہ کئے۔ مگر کسی نہ کسی وجہ سے وہ اخبار کے کالموں میں جگہ نہ پا سکے۔ ہم اُن سے التماس کرتے ہیں کہ وہ اس سال بھی اپنی کوششوں کو جاری رکھیں۔ ہم ہر ایک قابل اشاعت مضمون کو ضرور درج اخبار کرینگے ہم کسی دوست کی قابل قدر محنت کی بےقدری نہ کرینگے۔ لیکن اگر کسی دوست کی تحریر اس سال بھی نور افشاں کے کالموں میں جگہ نہ پا سکے تو ہمارے دوست ہماری ذمہ واری اور فرض شناسی کا خیال فرما کر ہمیں معاف فرماتے رہیں تو ہم اور بھی اپنے دوستوں کے شکر گذار ہونگے۔

مگر نہ تو اردو خواں مسیحی خریدار کافی تعداد کے مل سکتے ہیں اور نہ ایسے اخبار کے لئے اہل قلم میسر ہو سکتے ہیں اسلئے روزانہ اخبار

انتظارِ انجام

جس طرح کوئی شرابی بازاری دکان سے شراب پی کر گلیوں میں لڑکھڑاتا ہوا چلتا ہے اور اسے منزلِ مقصود کا خیال تک نہیں ہوتا اسی طرح انسان دنیوی زندگی کی عیش و خوشی کے سرور میں مست ہو کر اپنے انجام کو فراموش کر کے بیٹھتا ہے حالتِ مستی میں جیسے شرابی کو بڑے بڑے خیال اور بڑی بڑی امیدیں گھیر لیا کرتی ہیں اسی طرح سے انسان دنیوی زندگی کے مشاغل و مصروفیت سے محیط ہو کر اپنے انجام کی طرف سے بالکل بے فکر ہو جاتا ہے۔ چاہئے تو یہ تھا کہ ہر ایک بشر دنیوی زندگی کے اسباب و سامان کو اپنے اعلیٰ و افضل انجام تک پہنچنے کا زادِ راہ بناتا۔ یا اس کا ایسا استعمال کرتا کہ اس کا انجام اعلےٰ و افضل بنتا۔ مگر جائے افسوس ہے کہ اس نے دنیوی زندگی کے اسباب و سامان کو اپنے انجام کے خراب کرنے کا آلۂ کار بنا لیا ہے وہ اپنے اعلےٰ و افضل انجام کو خراب کرنے میں مصروف ہے۔ اس پر اندھیر یہ ہے کہ وہ اپنے انجام کی خرابی کو بھی اس کی خوبی خیال کرتا رہتا ہے اور کسی کے سمجھانے سے نہیں سمجھتا ہے۔

جو لوگ علم و ادراک کی نعمت میں حصہ دار ہوئے ہیں وہ کم از کم اس بات کو بخوبی جانتے ہیں کہ ہر ایک بشر کے روبرو دو قسم کے انجام ہیں۔ ایک کو نیک انجام اور دوسرے کو بد انجام کہہ سکتے ہیں۔ تمام بنی نوع انسان انہیں کی طرف جا رہے ہیں۔ انسانی زندگی کی بد نعمتوں کا استعمال دانستہ یا نادانستہ طور پر کرتے ہوئے انہیں کی طرف دوڑ رہے ہیں۔ اگر کسی انسان کو اپنے انجام کا بھی خیال ہے تو وہ یہی خیال کرتا ہوا جیتا ہے کہ میں نیک انجام کی طرف ہی بھاگ رہا ہوں۔ مگر قدرت نے ہر ایک بشر کا انجام پردۂ غیب میں پوشیدہ رکھا ہو۔

اس بات کو فراموش نہیں کیا جا سکتا ہے کہ انسانی زندگی کی قدر و منزلت اس کے انجام پر موقوف ہے۔ نیک انجام انسانی زندگی کو نیک اور بد انجام انسانی زندگی کو بد بناتا آیا ہے۔ لہٰذا انسانی زندگی کی قدر و منزلت صرف انسانی زندگی کے طرزِ عمل پر ہی موقوف نہیں ہے۔ بلکہ انسانی زندگی کے نیک طرزِ عمل کے ساتھ اس کے نیک انجام پر منحصر ہے۔

سالِ نو جو خدا نے ہم زندوں کو دکھایا ہے۔ گو کروڑہا کروڑ بنی آدم کے لئے نئی امیدوں کے گلدستے لیکر آیا ہے گو کروڑہا کروڑ بنی آدم کی ترقی اور اقبال کی بشارتیں لیکر آیا ہو۔ بھی جو لوگ اس سال کے شروع میں زندوں کے درمیان شمار کئے جا رہے ہیں۔ ان میں سے کروڑوں کی زندگی کا چراغ اسی سال میں بجھ جاتا ہے۔ ... کسی کو اس بات کا علم نہیں کہ موجودہ آبادی میں سے کس کس نے رخصت ہونا ہے۔ ایسے حالات میں کیا مناسب نہیں کہ جملہ ناظرین اپنے انجام پر غور فرمائیں اور خدا سے دعا کرتے رہیں کہ ہمارا انجام بخیر ہو۔

ہمارے بزرگ و محترم جناب حکیم ناصر الدین صاحب نے کلام ذیل میں نہایت سنجیدہ الفاظ میں ناظرین کرام کی توجہ انسانی زندگی کے انجام کی طرف منعطف کرائی ہے جسے ہم ناظرین کی ضیافتِ طبع کے لئے ذیل میں درج کرتے ہیں۔ آپ کا کلام آبِ زر سے لکھنے کے قابل ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔

اک نظر میں فیصلہ تھا روز کے تکرار کا
اب خضر کرتے رہیں نظارہ دریا پار کا

اس چمن کی خوبیوں کا کیا سناتے ہو بیاں
کر چکے ہم باغبانو سیر اس گلزار کا

کیا بتائیں دردِ دل اک داغ تھا اب زخم ہو
گل کھلیگا دیکھ لینا جب میرے اظہار کا

ہاتھ سے جسکو سنوارا رحم کر ویراں نہ کر
آب جو دل میں میرے یہ مال ہے سرکار کا

زندگی تو گل تھی لیکن خارِ زخم نے گھیر لی
یہ الٰہی فضل ہو کھٹکا رہا نہ خار کا

تیری الفت میں مزہ آرامِ جاں ہو تو مسیح
شان و شوکت زندگانی سایہ ہو دیوار کا

تا کجا بید انتشی اب دم شماری ہے رفیق
بادلوں پہ آتا ہے وہ ابن پروردگار کا

یہ تنگ راہ ہے سید عالمی پیمانہ ہے
کیا قرار جو تم نے اسے وفا کرنا

اجارہ کس نے لیا زندگی فسانہ ہے
رگوں میں خون ہے جبتک خدا خدا کرنا

مہمان بن کے رہو یہ غریب خانہ ہے
چلائے پاؤں جو بڑھکر تو سر جھکا کرنا

قرار جسکو نہیں وہ یہ کارخانہ ہے
مسیح سے سیکھ لو نیکی۔ وفا۔ بھلا کرنا

تمہارے حال کا کاتب یہی زمانہ ہے
نگاہِ حق میں ہے سب سے برا برا کرنا

صبح کو شور ہے شب کو یہی ترانہ ہے
میعاد ختم ہوئی اب مکاں صفا کرنا

کہو رفیق تمہارا کہاں ٹھکانہ ہے
ملے صلیب جہاں پہ وہیں ٹکا کرنا

لائل پور چرچ پلیٹ

ایک نہایت بھاری سوال

پھر یسوع کو جو مسیح کہلاتا ہے کیا کروں۔ متی ۲۷/۲۲

یہ ایک عجیب سوال ہے جو قوم یہود سے ایک نہایت ہی نازک موقع پر پوچھا گیا اور اس قوم نے اس کا صحیح جواب نہ دینے کے باعث اپنے لئے اور اپنی آئندہ پشتوں کے لئے لعنت کو اختیار کر لیا۔ اس سوال کی اہمیت کا ان حالات سے پتہ لگتا ہے جن کے بیچ میں یہ پوچھا گیا۔ خداوند یسوع ملزم کی حیثیت میں رومی حاکم پلاطوس کی عدالت گاہ کے آگے کھڑے ہیں۔ قوم یہود بطور مدعی کے اس پر الزاموں کو ثابت کر رہے ہیں اور گلیل اور یہودا اور سامریہ بلکہ دور دور کے علاقوں کے لوگ تماشائیوں کی طرح باہر کھڑے ہیں۔ کیونکہ عید کا موقع ہے اور یروشلم میں بھیڑوں کی بھیڑ لوگ جمع ہیں۔ قوم یہود نے مسیح کے کاموں کو دیکھ لیا ہے۔ اس کے تمام دعووں کو پرکھنے کا کافی موقع انہیں مل چکا ہے اور ان میں سے بہتیروں نے جو سنجیدگی سے اس کی باتوں پر غور کرتے تھے اس کو مسیح مان لیا اور اس پر ایمان رکھا۔ مگر قوم

کی کثیر تعداد نے اور خصوصاً اُن کے سرداروں اور رہبروں نے اُسے رد کیا اور اپنی خودی اور خودغرضی کے باعث اُسکو صلیب دلوانا چاہا۔ عوام الناس کو یروشلمیوں سے بھی زیادہ موقع ملا تھا کہ اُس کے عجیب کاموں کا ملاحظہ کریں۔ بلکہ ان میں سے کئی موجود ہونگے جو خود یا ان کے رشتہ دار مسیح کے معجزوں کے زندہ ثبوت ہونگے۔ کیونکہ دیہاتی علاقوں میں مسیح کی خدمت زیادہ رہی۔ اس عدالت گاہ میں تین گروہ نظر آتے ہیں جو مسیح کے معاملہ کے ساتھ خاص تعلق رکھتے ہیں۔ اور جن کے ساتھ یہ سوال خاص تعلق رکھتا ہے۔ یعنی پلاطوس جو رومی حکومت کا نمایندہ تھا سردار کاہن اور قوم یہود کے سرکردہ لوگ اور عوام الناس تینوں کے سامنے مسیح بطور قیدی اور ملزم کھڑا ہے اور اس حالت میں یہ سوال پوچھا گیا ہے کہ یسوع کو جو مسیح کہلاتا ہے کیا کروں؟

اس سوال کا جواب ہمیں دو پہلوؤں سے دیکھنا ہو وہ یسوع کو جو مسیح کہلاتا ہے کیا کر سکتے تھے اور کیا کیا۔

اوّل دیکھیں کہ پلاطوس کیا کر سکتا تھا۔ اے پلاطوس کیا تجھے معلوم نہیں کہ یہ شخص جسے یہودی تیرے سامنے بطور ملزم کے لائے ہیں اصل میں سلطان السلاطین ہے۔ راستبازی اور سچائی کی بادشاہت اس کی ہے۔ اسی نے تجھے اختیار دیا ہے کہ تخت عدالت پر بیٹھے اگر اُسکی اجازت نہ ہوتی تو تیری کیا طاقت تھی کہ اسکی عدالت کرے تجھے مناسب ہے کہ اپنے حقیقی شاہنشاہ کو سجدہ کرے اور اپنی روح کے بچاؤ کے لئے اپنے دل میں اُسے تخت نشین کرے۔ یہ وہی ہے جسکی خبریں تو سنا کرتا تھا اور تیرے درباری کہا کرتے تھے ایک گلیلی نبی کے عجیب کاموں کا ذکر کیا کرتے تھے۔ کاشکہ تو اُسے پہچانے۔

مگر افسوس ہے کہ اس رومی حاکم نے اس سوال کا جواب بالکل اُلٹا دیا۔ باوجود اس امر کے کہ اُسے یقین ہو چکا تھا کہ مسیح بے الزام ہے تاہم اس نے اپنی تحقیقات اور اپنے یقین کے مطابق کام نہ کیا۔ وہ ایک بزدل حاکم ثابت ہوا کیونکہ باوجود اس بات کو یقین کرنے کے کہ مسیح بے گناہ ہے اس نے مسیح کی حمایت وحفاظت نہ کی۔

دوئم۔ سردار کاہنوں اور قوم یہود کے رہبروں نے اس سوال کا جواب کس طرح دیا؟ چاہئے تو یہ تھا کہ مسیح میں وہ اپنی ان اُمیدوں کو پورا ہوتا ہوا دیکھتے جسکی وہ پشتوں سے انتظار کر رہے تھے۔ چاہئے تھا کہ وہ اُسکو قبول کر کے اپنی قوم کے لئے اور دنیا کے لئے برکت کا باعث بنتے۔ المسیح کو قبول کرتے اُسے اپنا روحانی بادشاہ بناتے۔ اس سے اپنے گناہوں کی معافی حاصل کرتے۔ مگر برعکس اس کے مسیح کے ساتھ اُنہوں نے . . . . . حسد اور دشمنی کا برتاؤ کیا۔ اُس کی شان کو نہ سمجھا۔ بلکہ دشمنی اور تعصب کے باعث اُسکو صلیب دلوا دیا۔ ناظرین غور کا مقام ہے۔ کیا قوم یہود کے سردار اور ذمہ دار لوگ اُس مسیح سے جسکی صدیوں سے انتظار میں تھے یہی کچھ کر سکتے تھے۔

سوئم۔ عوام الناس نے اس سوال کا جواب کس طرح دیا؟ چاہئے تو یہ تھا کہ وہ اس کے عجیب کاموں کو جو اس نے اُن کے درمیان کئے تھے دیکھ کر اُسکو بطور مسیح موعود قبول کرتے اور اپنی تمام روحانی اور جسمانی بیماریوں سے شفا حاصل کرتے۔ مگر انہوں نے بھی یہودیوں کے ساتھ ہو کر اُسے رد کیا۔ ایک بھیڑ بنکر اُسکے صلیب دیئے جانے پر رضامند ہوئے

اب سوال یہ ہے کہ ہم آجکل اس سوال کا کیا جواب دیتے ہیں۔ آج اس بیسویں صدی میں مسیحی جماعتیں مسیح کے ساتھ کیا کرتی ہیں۔ کیا جب سے انہوں نے مسیح کو قبول کیا اُنہوں نے مسیح کو وہ رتبہ اور عزت دی ہے۔ جو اس کا حق ہے۔ ناظرین۔ آج بھی مسیح ویسے ہی دنیا کے تختِ عدالت کے سامنے بطور ملزم کھڑا ہے اور آپ جو اس کی پیروی کا دم بھرتے ہیں مسیح سے کیا سلوک کرتے ہیں۔ کیا اُسکی جانب اختیار کرتے ہیں؟ یا ذرا سی مخالفت کے دباؤ سے اُسکی جانب کو ترک کر کے دنیا کی طرف ہو جاتے ہیں؟ توم یہود نے اپنے نہایت ہی نازک موقع پر جبکہ چاہئے تھا کہ وہ مسیح سے لپٹ جاتے مسیح کو رد کر کے اُسے صلیب دلوایا تھا اور ایک باغی اور خونی اور ڈاکو شخص کو جسکا گناہ حق تھا کہ صلیب دیا جائے چھوڑوا لیا تھا۔ یا دوسرے لفظوں میں یہ ہر کہ جب موقع تھا کہ قوم یہود مسیح یا مشہور ڈاکو برابس میں سے ایک کو اپنے لئے پسند کرے تو اُس نے مشہور ڈاکو کا ساتھ دیا۔ اسی طرح روز مرہ بہت سی باتوں میں ہم پرکھے جاتے ہیں۔ جبکہ کسی معاملے میں ہمیں مسیح اور دنیا کے مقابلے میں ایک کو اختیار کرنا پڑتا ہے۔ اگر ہم ایسی حالت میں دنیا کی جانب اختیار کرتے ہیں۔ تو گویا ہم پلاطوس اور یہودیوں کے ساتھ ہو کر مسیح کو رد کرتے اور زبان حال سے یہ ظاہر کرتے ہیں کہ مسیح ہمارے کسی کام کا نہیں ہے۔

آپ نے مسیح سے کیا کیا ہے؟ کیا ہم نے اُسے محض دنیوی نفع کا موجب تو نہیں بنا لیا ہے۔ اگر آپ نے مسیح کی قدر کو فقط یہی سمجھا ہے تو بہت کم سمجھا ہے۔ وہ اس قدر و منزلت سے بہت زیادہ قیمت رکھتا ہے۔ مسیح آپ کے دل پر راج کرنا چاہتا ہے یہاں تک آپ کی ساری طاقتیں بلکہ آپ کی ساری زندگی پر حکمران ہونے کے لائق ہے۔

یہ سوال اصل میں ہمیں ایک فیصلہ پڑتا ہے کہ ہم مسیح کے ساتھ کیا کریں۔ اور جیسا ہے کہ ہندوستان کے مسیحی اپنی زندگی اور روحانی تجربہ سے۔ اپنی ساری مشنری خدمت سے ثابت کر دکھائیں کہ وہ کل بنی آدم کے لئے قیمتی ہے۔ اس نے ہمارے گناہوں سے ہمیں شفا دی ہے۔ جس نے ہمیں آرام اور اطمینان بخشا ہے۔ اُسکی محبت کے ہم قائل ہیں۔ اس کی مہربانی اور دردمندی کے ہم گواہ ہیں۔ کاشکہ اس دن جب مسیح پر رومی حاکم کے سامنے عدالت ہو رہی تھی بھیڑ میں سے کئی آدمی سامنے آ کر گواہی دیتے کہ ہم بیمار تھے یا کوڑھی تھے یا اندھے تھے یا لنگڑے تھے اُس نے ہمیں اچھا کیا۔ اُنہوں نے تو نہیں کیا

گر آپ کو موقع ہے کہ آپ مسیح کے بڑے فضل کی گواہی دیں اور یوں اس کا قیمتی ہونا ثابت کریں۔

پیارے ناظرین آپ غور کریں کہ آپ مسیح سے کیا کرتے ہیں۔ یہ فیصلہ آپ پر موقوف ہے آپ ذمہ وار ہیں۔ آپ دنیا کے سامنے یا تو مسیح کو ایک فاتح اور کامل منجی ثابت کرنے والے ہیں یا اسے قابل صلیب ثابت کرنے والے ہیں۔ یہ فیصلہ آپ کی زندگی کی شخصی گواہی پر ہوگا آج ہی۔ اسی وقت جبکہ آپ اس کو پڑھتے ہیں فیصلہ کریں کہ آپ مسیح کے ساتھ کیا کرینگے۔

بہت سال گذرے ہیں مسٹر موڈی نے جو امریکہ کے مشہور واعظ گذرے ہیں ایک بڑے تجارتی شہر شکاگو میں اسی آیت پر وعظ کیا اور وعظ کے آخر میں لوگوں سے کہا کہ اگر ہم اس ہفتہ بھر اس سوال پر غور کرتے ہیں کہ میں مسیح سے کیا کروں اور آئندہ سبت کو ہم فیصلہ کرینگے کہ ہم نے مسیح سے کیا کیا ہے کہتے ہیں کہ اسی وقت اس شہر میں ایک بڑی آگ لگی۔ اور بہت سی جانیں تلف ہوئیں۔ ان میں سے بہت سے لوگ تھے جو اس دن حاضر تھے جب اس آیت پر وعظ ہوا تھا ان بیچاروں کو فیصلہ کا موقع ملا۔ آج ہی نجات کا دن ہے۔ آپ فیصلہ کریں اور پختہ فیصلہ کریں کہ آپ یسوع سے جو مسیح کہلاتا ہے کیا کرینگے۔

وزیر چند

مینگور۔ ۲۵ دسمبر۔ آج پریزیڈنٹ ڈیاز قتل ہونے سے بال بال بچ گئے۔ جب وہ ایک تقریب میں شرکت کرکے اپنی قیام گاہ کی طرف واپس جا رہے تھے اس وقت ان کی گاڑی پر دو آدمیوں نے بڑے چاقوؤں کے ساتھ حملہ کر دیا۔ پریزیڈنٹ گاڑی کی دوسری طرف چلا گیا اور کوئی نقصان نہیں پہنچا۔ لیکن ڈرائیور کے ٹکڑے اڑا دیئے گئے۔ جس نے پریزیڈنٹ کو بچانے کی کوشش کی تھی۔ ڈرائیور کی آنکھیں نکال دی گئیں اور وہ نزع کی حالت میں چھوڑ دیا گیا۔

(زمیندار ہفتہ وار)

پیغامِ شادی

عدم سے ہو کے ہستی میں ہیں جاتے من چلے لیکن
یوں مرنے کو تو مر جاتے ہیں مردہ دل زمانے میں

موضع بوبک مرالی تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ کا ایک فرد بنام شادی اپنی سولہ سال کی عمر میں جناب بزرگوار مرحوم پادری نثار علی کے دستِ مبارک سے بپتسمہ پا کر کلیسیا میں شریک ہوا۔ دو سال کے بعد جناب محترمہ مس ای۔ ڈی اینڈرسن صاحبہ کے ہاں ملازم ہوئے۔ جو ان دنوں پسرور میں قیام پذیر تھیں۔ مسیحی دین میں ایک ترقی پذیر واقفیت حاصل کی غیر مسیحیوں کے ساتھ صداقتِ مسیحیت کے ثابت کرنے کی گفتگو میں خاص دلچسپی لیتے تبلیغی دلی مہموں میں جانفشانی اور صدق دل سے حصہ لیتے۔ قرب و جوار کے دیہات میں جان و دل سے خدمت الٰہی کو مد نظر رکھ کر بشارتی خدمت کرتے تیمارداری میں خاص انس و ریم کے ساتھ دوسروں کا ہاتھ بٹاتے اور مسیحیوں کے رنج و مصائب کو اپنے قلب صاف تر میں ایک حد تک محسوس کرتے۔ الٰہی خدمت۔ افسران بالا کی تابعداری اور برادران کی خدمت گذاری میں کوئی دقیقہ عمداً فروگذاشت نہ کیا۔ ہر ایک نے بزرگ شادی کو اسم بامسمیٰ پایا غم و افسردگی کا نام بھی کبھی ان کے لب تک نہ آیا۔ غرضیکہ الٰہی خدمت فراخ دلی۔ خود انکاری مسیحی محبت۔ نیک چال و مقال کا سچا اور زندہ نمونہ تھے کہ آخرکار ۵۶ سال کی عمر میں پیغامِ شادی آ گیا جس کے قبول کرنے میں ہرگز پرہیز و گریز نہ کیا۔ بلکہ اس موقعہ پر بھی اپنے آپ کو ایک سچا بہادر مسیحی ثابت کر دکھایا! اور ۵ دسمبر ۶½ بجے صبح اتوار کو الٰہی شادی۔ آسمانی باپ کی گود میں جا پہنچے۔ اُسکی جدائی میں اقربا اور لواحقین تو درکنار مس صاحبہ موصوفہ کے بھی آنسو چل گئے۔ شاندار جنازہ اٹھایا گیا۔ رسم جنازہ جناب پادری کندن لعل صاحب پاسٹر گورداسپور نے ادا فرمائی۔ اب ناظرین باتمکین کی خدمت میں التماس ہے کہ مرحوم کے پسماندگان اقربا کے لئے اعلیٰ اطمینان قلب کی خاطر درگاہ ایزدی میں دعاگو ہوویں اور عوام بھی اس نیک نمونہ سے سبق حاصل کریں۔

دینا ناتھ کپور۔ جلوہ

گجراتی مسیحی بہنیں اور یتیم بچے

اگرچہ ہمیں قصور سے کچھ زیادہ عرصہ یہاں آئے نہیں ہوا تاہم جس قدر ہمیں گجرات (پنجاب) کی مسیحی کمیونٹی کے شرکا کی ملاقاتوں سے واقفیت بہم پہنچی ہے اسکی بناء پر بلا تردد کہہ سکتے ہیں کہ گجرات کی کلیسیا اپنے مذہبی ذوق و شوق میں نمایاں ترقی کر رہی ہے اور امداد باہمی کے مسئلہ پر دل اور جان سے نثار ہے۔ علاوہ مشن کے کارندوں و پاسٹر صاحب زنانہ مسیحی مدرسہ۔ مردانہ مسیحی مدرسہ زنانہ مسیحی ہسپتال کے یہاں ایک سی۔ ای کی سوسائٹی یعنی کرسچن اینڈیور بھی ہے۔ جس کا خاص کام اس کے نام ہی سے ظاہر ہوتا ہے۔ لیکن ان سب امور کو نظر انداز کرتے ہوئے آج ہم معزز قارئین کرام کی توجہ ایک عجیب تحریک کی طرف دلاتے ہیں جو یہاں کی مسیحی بہنوں میں چند دنوں سے شروع ہوئی ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ یہاں کی ہندوستانی اور انگریز مسیحی بہنوں نے باہم مشورہ کرکے ایک انجمن قائم کی ہے جس کا خاص کام یہ ہوگا کہ وہ اپنی دستکاری سے اپنے وقت اور اپنے روپیہ پیسہ کے وسیلے یتیم بچوں کی مدد کریگی۔ فی الحال چند دنوں سے اس نئی خدمت کے لئے انجمن کی شرکا دل و جان دعا میں مصروف ہیں امید واثق ہے کہ چند دنوں ہی میں وہ کمیٹی اپنے کام کو شروع کریگی۔ اس خدمت اور نئی تجویز کے لئے جیسا کہ ہم عرض کر چکے ہیں وہ نہ فقط اپنے علم۔ اپنی لیاقت۔ اپنی ذہانت ہی سے

کر دیتی ہیں۔ بلکہ خاص روح کی معموری کی متمنی ہیں انجمن ہذا کی خدمت اور امداد کے بارہ میں ان کی کارگذاری دیکھ کر کسی موقع پھر ناظرین کی خدمت میں عرض کرینگے۔ فی الحال اتنا عرض کرتے ہیں کہ یہ انجمن جہاں تک ہم سمجھتے ہیں اپنی نوعیت میں ایک انوکھی انجمن ہے۔ لہذا دیگر مسیحی بہنیں بھی اگر کوشش کریں تو اسی طرح قوم اور ملک کے یتیموں کی خدمت و امداد کر سکتی ہیں۔

خادم قوم۔ عاجز قصوری
از مقیم سکاچ مشن مڈل سکول گجرات (پنجاب)

دیہاتیوں کا کرسمس

پنجابی میں ایک مثل ہے۔ "وڈے شہر جادیں ہووے قہر" مطلب یہ ہے کہ زندگی کا لطف شہروں میں ہے۔ علم۔ فیشن۔ عیش و عشرت کے سامان سب شہروں کے حصے میں ہیں۔ دیہاتیوں کی زندگی کیا ہے محنت کی کھایا پیا۔ موٹا جھوٹا پہن لیا۔ چلو زندگی تمام۔ میں نے شہروں کا کرسمس اس زمانہ میں دیکھا ہے جب پنجاب کے دیہات میں مسیحی نام کو نہ تھے۔ شہروں میں بھی معدودے چند مسیحی تھے۔ اس وقت کا کرسمس ایسا ہوتا تھا گویا اُس کا ماننا عبادت میں داخل تھا۔ گانا۔ بجانا۔ عبادت کرنا۔ نگر کیرتن ہونا۔ تحفے تحائف دینے لینے۔ ممکن ہے کہ اس وقت کوئی شرب الیہود ہووے تو ہووے۔ مگر عام طور پر علانیہ اس کا ذکر نہ تھا۔ اب تو سنتے ہیں کہ شہروں میں اس کے بغیر کرسمس منایا ہی نہیں جا سکتا۔ شاید اس میں مبالغہ ہو۔ لیکن تجربہ یہی کہتا ہے۔ اتفاق سے کسی کرسمس کے موقع پر میں ایک قصبہ میں تھا ایک تعلیم یافتہ نئی روشنی کا مسیحی خاندان بھی وہاں تھا۔ کرسمس کی صبح میں انہیں ہیپی کرسمس کہنے کے واسطے گیا۔ میز پھولوں سے۔ کیکوں سے۔ مٹھائیوں سے سجی تھی۔ میری خوب آؤ بھگت ہوئی۔ چونکہ لال پری بھی میز پر موجود تھی۔ ایک گلاس میں ڈاکٹر صاحب خانہ نے میری نذر کی۔ ان کا اصرار اور میرا انکار۔ آخر وہ ناراض ہو گئے کہ اگر کرسمس پر یہ نہ پیا تو کرسمس کا پھیکا ہوا۔ میں نے عرض کی ہو یا نہ ہو مجھے معاف کیجئے۔ اب تو چھوٹے بڑے سنتے ہیں کہ اسی کے دلدادہ ہیں۔ مگر میں نہیں مانتا ہزاروں نے اس پری کو رو سیاہ سمجھ چھوڑا ہے۔

مگر ان میں سے گاؤں میں کیا ہے۔ ہم گاؤں میں رہتے ہیں۔ کلارک آباد مسیحی بستی ہے۔ مکی کی روٹی اور ساگ۔ بکاوہ گنا کا رس پیو۔ اور کھیر کھاؤ۔ چونکہ کیک کرسمس کیک ایک لازمی شے ہے۔ ہم دیہاتی اس کا بنانا اور کھانا کیا جانیں۔ مگر حرص پوری کرنے کو باجرہ کے آٹے کی میٹھی ٹکیہ بنا کر گھی میں تل لینا اول درجہ کا کیک سمجھا جاتا ہے۔ کم خرچ بالا نشیں۔ کیک سے زیادہ مزیدار۔ کیک تو بمشکل ایک پتلا سا ٹکڑا ملتا ہے۔ یہ بیٹھ کے کھاؤ اور پیٹ بھرلو۔

باقی خوشیاں ہماری دیہات والوں کی شہریوں سے بڑھکر ہیں۔ سنئے ہمارا کرسمس اور نیا سال کیسا ہوا مفصل لکھوں تو شاید پورا اخبار چاہیے۔ مختصر طور پر عرض کرتا ہوں۔ صرف یہ ظاہر کرنے کو کہ ہم کس طرح اپنے تیوہار مناتے ہیں۔ ۲۴ تاریخ بروز جمعہ بیواؤں اور یتیموں کو اعلے پیمانہ پر کھانا دیا گیا۔ آٹا کہ کھا پی کر دوسرے وقت کے واسطے گھر میں بھی لے گئے۔ ۲۵ تاریخ بڑا دن مبارک۔ گھر گھر خوشی۔ رشتہ داروں اور دوستوں کو تحفے تحائف دیئے گئے۔ صبح ۹ بجے پاک عشا کی عبادت ہوئی۔ ۱۱۶ شامل ہوئے ۱۱ بجے کرسمس کی عبادت ہوئی۔ گرجا کے اندر جماعت کی سمائی نہ ہو سکی۔ حالانکہ سب فرش پر بیٹھے تھے۔ گرجا کے باہر دروازوں کے آگے چٹائیاں بچھادی گئیں۔ ایک ہزار پانسو شامل عبادت ہوئے۔ خوب گانا بجانا ہوا۔ عبادت ہوئی۔ وعظ ہوا۔ ہر ایک کا چہرہ خوشی سے بشاش تھا۔ اسوقت ہم کو گرجا بڑھانے کی ضرورت محسوس ہوئی۔

ایک جلسہ تو میں بھول ہی گیا۔ جمعرات ۲۳ تاریخ لڑکیوں کا جلسہ ہوا۔ سکول میں تمام لڑکیاں کرسمس کے ڈریس میں خوش و شاداں تھیں۔ خوب گانا ہوا ڈرامے ہوئے۔ انعام بانٹے گئے۔

۲۵ کی شام کو دیپ مالا ہوئی۔ چراغاں نے تمام گاؤں کو بقعۂ نور کر دیا خصوصاً گرجا کی شان قابل دید تھی۔ اسی پر صبح کی عبادت میں پاسٹر نے وعظ کیا۔ جہاں کا نور میں ہوں تم دنیا کے نور ہو۔

۲۶ تاریخ کو کرسمس میلا ہوا اور خوب ہوا۔ دکانیں لگ گئیں۔ خوب کھیل تماشے ہوئے۔ دن بھر چہل پہل رہی۔ لاہور سے سی۔ ایم۔ ایس کے سکرٹری پادری فورس جونس اور اُن کی میم صاحبہ بھی تشریف آئی تھیں۔ کھیل میں جیتنے والوں کو میم صاحب کے دست مبارک سے انعام تقسیم ہوئے۔ اب کے ایک نیا انعام تھا جسکو میں سب سے اعلے سمجھتا ہوں جن نمبرداروں کے گھروں میں سال بھر اچھی صفائی رہی انکو انعام ملے۔ امید ہے کہ آئندہ سب لوگ صفائی کا خیال رکھینگے۔

۳۰ تاریخ کو سنڈے سکول کا جلسہ ہوا۔ لڑکیوں کو انعام دیئے گئے۔ اچھے گیت اور نظمیں سنائی گئیں۔

۳۱ تاریخ کو بیڈمنٹن میچ ہوا۔ جیتنے والوں کو انعام ملے۔

یکم کو ہیپی نیوایر کی عبادت ہوئی یوں ہمارا کرسمس ویک بابرکت صرف ہوا۔

ناظرین نے دیکھ لیا کہ ہماری جسمانی خوشی کے ساتھ روحانی خوشی کسی طرح کم نہیں۔ ہم نے الہی صحبت کا خوب سرور حاصل کیا۔

اگر کوئی صاحب کلارک آباد کی بہار دیکھنا چاہیں۔ تو موسم بہار میں ایسٹر کے دنوں میں تشریف لاویں۔ گرجا کو ہم نے قریب ایک ہزار روپیہ خرچ کرکے شاندار کتھیڈرل بنا دیا ہے مگر اندر سے۔ باہر درختوں کی بہار ہے۔ نیز گرجا کے سامنے ایک چھوٹا سا پارک بنایا گیا ہے۔ جو کرسمس کے موقع پر پھولوں سے۔ گملوں سے۔ پام ٹری اور کرسمس ٹری سے سجایا گیا تھا۔ موسم بہار میں یہ اپنی بہار دکھائیگا۔ نیا گراؤنڈ بھی بنایا گیا ہے وہ بھی



قابل دید ہے۔ میں نہیں بتاتا کہ کس طرح اس کا نقشہ آپ کے سامنے کھینچ کر دکھاؤں۔ شائقین کسی وقت تشریف لادیں اور دیکھیں۔

خوشکہ ہم ہیں تو دیہاتی۔ گر سراپا نقشہ پانی کے کسی طرح شہریوں سے کم نہیں۔

ہو جاتے ہیں جنت میں گنہگار بھی داخل
مے خانہ میں واعظ کا گذر دیکھ رہے ہیں

آپ کا واعظ

اعلحضرت نظام کی مذہبی رواداری و رعایا نوازی
ایک گرجے میں حضور رونق افروز ہوئے

سکندر آباد ۲۷ دسمبر۔ حضور نظام نے ایک فرمان شائع فرمایا ہے۔ اس میں اعلان کیا گیا ہے کہ بڑے دن اور عیسائی سال نو روز کی جو تعطیلات عیسائیوں کے لئے ہیں وہ مسلمانوں کے لئے بھی منظور کی جاتی ہیں۔ اس امر پر لحاظ کر کے کہ عیسائیوں کا مذہب بھی روحانی اور خدائی مذہب ہے حضور نظام شاہزادوں اور شہزادیوں کی معیت میں سینٹ جارج چرچ حیدرآباد میں بڑے دن کی عبادت دیکھنے کے لئے شریک ہوئے۔ عبادت ختم ہونے کے بعد آپ نے فرمایا کہ آپ عیسائیوں کے طریقۂ عبادت سے بہت کچھ متاثر ہوئے ہیں (ریاست روزانہ مطبوعہ ۳۱ دسمبر ۱۹۲۶ء)

اگر ہمارے مسلم بھائی اعلحضرت نظام کے فیصلہ پر اتفاق فرمالیں تو کم از کم ہندوستان میں مسلم و مسیحی اتحاد پائدار ہو جاتا ہے۔ مسیحی برادران اسلام سے اس سے زیادہ کا مطالبہ نہیں کر سکتے جو اعلحضرت نظام نے مسیحیت کی بابت ظاہر فرمایا ہے۔ کیا ہمارے مسلم علما بھی اعلحضرت نظام کے فیصلہ کی تائید و تصدیق فرما سکتے ہیں؟

ہم مسیحی مسلم علما کے فیصلوں کا انتظار نہیں کر سکتے۔ ہمیں اعلحضرت نظام کے پاک و مقدس خیالات کا احترام کرنا ہے۔ ہم نے خود اصل و حقیقی اسلام کے مقبولات کے آگے سر احترام جھکانا ہے۔ ہم نے مسلمانوں کے ساتھ بھی ایسا برتاؤ روا رکھنا ہے جو بھائیوں میں ہوتا ہے۔ ہم نے اپنے طرز عمل کو جو پیشتر سے چلا آیا ہے بالکل بدلنا ہے تاکہ اعلحضرت نظام کے اس احترام کا جواب ہو جو حضور انور نے مسیحیت کا کیا ہے۔ ہمیں قوی امید ہے کہ ہمارے مسیحی ناظرین کرام ہماری گذارش پر غور فرمائینگے۔

مبارکباد

ہمارے ناظرین کرام یہ بات معلوم کر کے نہایت خوش ہونگے کہ گورنمنٹ پنجاب نے پنجاب کونسل کی ممبری کے لئے فخر قوم مسٹر امی لال داس صاحب کو پنجابی مسیحیوں کا نامزد ممبر قرار دیا ہے اور یو۔پی گورنمنٹ نے پروفیسر ای احمد شاہ صاحب ایم۔اے۔ بی۔لٹ (اوکسن) ایم۔ٹی (اوکسن) ایم۔آر۔اے۔ایس (لنڈن) کو یو۔پی کونسل کا نامزد ممبر مقرر فرمایا ہے۔ ہم مسیحیوں کی طرف سے ہر دو صاحبان کو ہدیہ مبارکباد پیش کرتے ہیں۔

ہندی مسیحی اور فرقہ وارانہ نمائندگی کا سوال

ہمارے مسیحی بزرگوں نے نیابت کی بابت جو طریق عمل اختیار کیا تھا وہ مسیحیوں کے حق نمائندگی کیلئے جیسا کہ نقصان دہ تھا اس کا اندازہ اس بات سے کیا جاسکتا ہے۔ کہ اب وہی بزرگ جداگانہ حق نمائندگی کو پسند فرمانے لگے ہیں۔ اگر صبح کا بھولا شام کو راہ پر آجائے تو اسے بھولا نہیں سمجھنا چاہئے۔ چنانچہ مدراس ۳۱ دسمبر کی خبر ہے کہ ہندوستان بھر کے ہندوستانی مسیحیوں کی کانفرنس میں اس مطلب کا ایک ریزولیشن پیش کیا گیا کہ غیر برہمن لیڈروں کے ساتھ مگر غیر برہمن حلقے اور عیسائی حلقے ملا دیئے جائیں۔ البتہ بعض حلقوں میں ہندوستانی عیسائیوں کے لئے چند نشستیں مخصوص کی جائیں۔ لیکن بعض ممبران نے اس پر سخت اعتراض کیا اور آخرکار ترمیم شدہ ریزولیشن پاس کیا گیا کہ جداگانہ نیابت کا طریقہ برقرار رکھا جائے۔ اور مختلف کونسلوں میں ہندوستانی عیسائی جماعتوں کی نمائندگی ہونی چاہئے۔"

کائنات کی پیدائش کا سربستہ راز

مسٹر او۔ سی۔ اُوڈبیک صاحب انگلش سائنٹسٹ نے ابھی اس بات کا اعلان فرمایا ہے کہ کائنات کی پیدائش کا سربستہ راز اس کی تحقیقات میں الیکٹرسٹی ہے۔ اگر مسٹر اُوڈبیک کی تحقیقات میں سچائی تسلیم کر لی جائے تو لاریب الیکٹرسٹی انسانی علم و آگاہی میں آچکی ہے تو انسان پر کائنات کی پیدائش کا سربستہ راز کھل چکا ہے۔ آنے والی دنیا اس انکشاف راز کے زیادہ فوائد سے مستفید ہوگی۔ فی الحال کوئی انسان یہ بات بتا نہیں سکتا کہ انسان کی آنے والی پشتوں کے الیکٹرسٹی کیسے کیسے تعجبات کے رونما ہونیکا سبب ٹھہریگی۔ ہم زمانہ حال کی اس معجز نمائی سے متحیر ہیں۔ نامعلوم مستقبل میں اس کی معجز نمائی مزید زیادہ ہوگی۔ مگر اس پر بھی یہ بات انتہائی وثوق سے نہیں کہی جاسکتی ہے کہ کائنات کی پیدائش کے سربستہ راز کا انسان پر کامل انکشاف ہو چکا ہے۔

دیوانگی یا پاگل پن کا نیا علاج

چرخہ ایشیائی خصوصاً ہندوستان کی دیرینہ ایجاد ہے۔ آج تک ہندوستانی گھروں میں چرخہ موجود ہے بلکہ سوراجیہ علم آزادی پر چرخہ کی ہی تصویر بنی تھی۔ مہاتما گاندھی کی امیدوں کی تکمیل آجتک چرخہ ہی ہے۔ مگر کسی چرخہ پسند نے چرخہ کی وہ تعریف نہ کی تھی جو امریکین دماغ کرتے ہیں۔ ایک امریکن خاتون نے بیان کیا ہے کہ چرخہ سے بڑے بڑے کام ہو سکتے ہیں۔ امریکہ کے بڑے بڑے ڈاکٹروں کا تجربہ ہے **کہ چرخہ پاگل پن کا لاثانی علاج ہے**۔

(ضمیمہ ناظم)

اس بیان کے معنے چرخہ پسندوں کے ہی سمجھنے

کے ہیں۔ دراصل اس امریکن لیڈی نے پاگلپن کا لاثانی نسخہ اہل ہند کو بتلایا ہے۔ جو گذرے ایام میں اس کے حلوٹوں کو توپ سے گورے سمجھتے تھے۔

مسیحیت کا سخت معما صلیب ہے

مسیحیت کے مقولات بھی بہت کچھ تفسیر و تاویل طلب ہیں جبکہ ہر ایک مسیحی ہر ایک پادری۔ ہر ایک پاسٹر توضیح و تفسیر کر سکتا ہے۔ مگر تمام مسیحیت میں ایک لفظ صلیب ہی ایسا ہے کہ جسکی کوئی پادری یا بشپ یا پاسٹر تفسیر و تاویل نہیں کر سکتا ہے۔ مسیحیت میں "صلیب" ایک مسٹری اور سربستہ راز ہے۔ جو عقل و فکر کی تمام تاویلات سے بلند ہے۔ اسکی تفسیر کلام سے نہیں ہو سکتی۔ ہزار طول طویل تقریریں کرو ان سے لفظ صلیب کا مفہوم ادا نہیں کیا جا سکتا۔ اس کا مفسر انسان کا دل و دماغ نہیں ہو سکتا۔ اس لئے اسے مسیحیت کا معما اور سربستہ راز کہا گیا ہے۔ اسکا مفسر صرف انسانی طرزِ عمل ہے اور بس۔ جس نے مسیحیت کی صلیب کو اپنا طرزِ عمل بنا لیا اس نے تمام انجیل کے عقدے حل کر دیئے۔ اس لئے انجیل کا یک لفظ صلیب ہی ایسا ہے جو انسان کے لئے انجیل کے کل مفہوم کا جامع ہے۔ اس وجہ سے یسوع مسیح کی تمام انجیل کا مفہوم صلیب ہے۔ اور اسکی حقیقت و اصلیت کو صلیب بردار ہی سمجھا سکتا ہے۔ دوسرا نہیں۔ جس کسی نے عقدہ انسانی مشکلات کا حل دیکھنا ہو تو وہ مسیحیت کی صلیب کو اپنا طرزِ عمل بنائے۔ کیونکہ صلیب ہی اصل کامیابی کا راستہ و سبیل ہے۔

لنڈن یکم جنوری۔ شاہی عجائب گھر کے ایک رکن نے ہندوستان کے انگریز لوگوں کے پاس تحریری چٹھیات بھیجے ہیں کہ عجائب خانہ کے لئے ایک ہاتھی کی ضرورت ہے تاکہ اندرا لی کی جگہ خالی نہ رہے۔

(رینڈے ارتم)

نیویارک ۳۰ دسمبر۔ جنوبی ریاستوں میں زبردست طوفان آیا۔ جس سے ملک کو بے حد نقصانات پہنچے ہیں۔ ۱۵ ہزار آدمی بے خانمان ہو گئے۔

ایک وسیع رقبہ کی فصل بالکل تباہ ہو گئی۔ مکان منہدم ہو گئے۔ خرمن اجڑ گئے۔ اب تک ۱۲ آدمیوں کے مرنے کی اطلاع مل چکی ہے۔

(رینڈے ارتم)

ٹوکیو ۳۱ دسمبر۔ جو تفریح گاہیں شہنشاہ کی وفات کے بعد بند ہو گئی تھیں وہ اب کھل گئی ہیں اور محافل رقص و سرود پر جو احکام امتناعی صادر ہوئے تھے وہ منسوخ کر دیئے گئے ہیں۔ اعلان کیا گیا ہے کہ بتقریب تخت نشینی جدید شہنشاہ جاپان عنقریب ایک فرمان معافی جاری کرینگے۔ جس کا اثر ۵۰ ہزار قیدیوں پر پڑیگا۔

(〃)

دہلی ۳۰ جنوری۔ زراعتی کمیشن کے نئے پروگرام کے مطابق زراعتی کمیشن ۲۵ فروری کو لاہور پہنچیگا۔

(〃)

مدراس ۳ جنوری۔ کچھ عرصہ ہوا کہ چند موپلا قیدی اپنے گھر والوں کو انڈمان جانے کی ترغیب دینے کی غرض سے اپنے گھروں کو گئے تھے اور اب ۵۰ ۳ موپلے انڈمان جانے کی غرض سے مدراس پہنچ گئے ہیں۔ اور کل وہ پورٹ بلیئر کے لئے روانہ ہو جائینگے +

(〃)

تصحیح

۳۱ دسمبر کے نور افشاں صفحہ اول "نئے سال" نوٹ کے عنوان میں تسیم کے بجائے نسیم اور صفحہ ۳ کالم ۳ سطر ۱۲ میں بار عوض کے بجائے بارگاہوں میں اور سطر ۱۴ میں "نجات دینے والے" اور صفحہ ۶ "تصور حقائق" کے عنوان میں ۸ واں شعر ناصح فرساہ [illegible]

یوئنگ کرسچین ہائی سکول لودیانہ

یہ بورڈنگ مسیحی لڑکوں کی دینی اور دنیوی تعلیم کے لئے بہت عرصے سے جاری ہے۔ مشن نے ابتدائی تعلیم کو اعلیٰ اور مکمل بنانے کی غرض سے حصہ لوئر پرائمری کی تین جماعتیں ایک امریکن خاتون کی زیر نگرانی کر دی ہیں اور چار خواتین اُسکی مدد کرتی ہیں۔ اس سے چھوٹے بچوں کی تعلیم کا انتظام بخوبی ہو گیا ہے۔ تنخواہ خرچ خوراک لوئر پرائمری سے ہائی تک سات روپیہ ماہوار ہے کلاس فیس سرکاری شرح ہے۔ متفرق اخراجات ایک روپیہ ماہوار فی طالب علم ہے۔ کتابوں کی قیمت اور سٹیشنری اس کے علاوہ ہے۔ بموجب نئے انتظام چالیس فیصدی غیر مسیحی طلبا بھی داخل ہو سکتے ہیں۔ اس سکول میں ہر قسم کا فرنیچر مثلاً میز کرسی الماری وغیرہ بھی تیار ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں جز کشتا ماعہ سے مالسہ تک۔ گرد کو فول عہ سے وعہ تک مزید حالات پرنسپل وہیڈ صاحب سکول ہذا سے دریافت ہو سکتے ہیں۔

ٹھیک کیا ہم اس بات کی منادی کر رہے ہیں۔ کیا ہم اوروں کو اس خبر سے مطلع کر رہے ہیں؟ تو۔ اجنوبی ہند کی گم شدہ بھیڑوں پر نظر کرو۔ اُن کی دردناک اور تباہ کن حالت پر نگاہ ڈالو۔ کیا ہم نے جنہوں نے ایسے منجی کو پالیا ہے اوروں کو مطلع کیا ہے۔ آج ہمیں خداوند بلا رہا ہے۔ آج آسمان کے دروازے کھل گئے ہیں اور بیداری آ رہی ہے۔ آج تمہارے لئے ایک منجی پیدا ہوا۔ ہم سُن رہے ہیں اور اوروں سے پوشیدہ رکھنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ آؤ ہم کمر ہمت باندھ کر کل ہندوستان کو یہ مژدۂ جانفزا سنائیں اور چرواہوں کی مانند ہر ایک کو اس سے مطلع کریں۔

پی۔ این۔ بھنوت۔ آگرہ

کلام کی خدمت

کلام کی خدمت کا کام دنیا میں سب کاموں سے اعلیٰ و افضل ہے۔ ایک سچے خادم کا حال دنیا میں ایسا ہی ہے جیسے اُس مالی کا جو کہ ایک باغ لگائے جس میں پھول و پھل ہوں جن سے سب انسان خوش دل و خوش وقت ہوتے ہیں۔ اسی طرح ایک سچا خادم بھی مسیح کا پیغام اسی فکر میں ہے کہ وہ اُس دنیا و نیز اس دنیا کے لوگوں کا جو بُرائی کے ہاتھ بکنے پر صرف خاردار جھاڑیوں کی مثال ہیں۔ اُن پھلدار پودوں کی مانند بنائے جو خدا اور خلق کی نظر میں عزیز ہوں۔ خدا کا شکر ہو کہ آجکل دنیا میں جس طرف جائیں جدھر نظر اُٹھائیں کلام کی خدمت اپنی بہار دکھا رہی ہے۔ کہیں سکول و کالج اس غرض کے لئے جاری کئے گئے ہیں۔ کہیں کارخانے اس بات کا ذریعہ ہیں۔ کہیں بزرگ بیٹھے ہوئے توریت و انجیل کی صداقت پر سینکڑوں کتابیں لکھ رہے ہیں جو دنیا کی مختلف زبانوں میں چھپ کر شائع ہو رہی ہیں اور ساری دنیا کے لوگوں کو اُن کی بھلائی اور نجات کا پیغام سُنا رہے ہیں۔ کہیں مسیحی اخبار ہر مہینہ ہر ہفتہ اپنے لطیف مضمون لوگوں تک لے جاتے ہیں۔ مشنری لوگ جابجا گاؤں اور شہروں میں اپنے ڈیرے جمائے بیٹھے ہیں۔ سینکڑوں خادموں کے ساتھ مختلف طریقوں پر کلام کی خدمت کا کام پورا کر رہے ہیں۔ اُن میں سے بہتوں کی محنت و کوشش سے ٹھیک وہی نتیجہ پیدا ہوتا ہے۔ جو ہم نے شروع ہی میں بیان کیا کہ سچے خادموں کی خدمت سے خاردار جھاڑیاں پھلدار پودے بن رہی ہیں۔ یعنی وہ قومیں جو کلام حق کی پہچان سے محروم تھیں کلام کی تعلیم پا کر اب مسیح میں راستبازی کا پھل دیتی ہیں۔ یہ سب علیحدہ علیحدہ خدمتیں ہیں۔ لیکن ان سب کی منشا صرف یہی ہے کہ ان سب کے وسیلے خدا کے کلام یعنے توراۃ و انجیل کا جلال کام دنیا میں ہو۔ غرض خدمت کا کام تو ہو رہا ہے اور نتیجہ بھی نیک ہے۔ لیکن پھر بھی ہر ایک حالت میں اپنی اپنی ذمہ داری کو پہچاننے کی ضرورت ہے۔ خواہ دینی کام ہو یا دنیوی۔ جہاں لوگ اپنی ذمہ داری کو پہچانتے ہوئے اپنا کام کرتے ہیں۔ اُن کا کام بہ نسبت اُن کے جو اپنی ذمہ داری کو نہ پہچانتے ہوئے اپنا کام کریں کئی درجے اعلیٰ و افضل کام ہوگا۔ اب فرض کرو کہ ایک سکول کا ماسٹر ہو جو کسی ایسے سکول میں کام کرتا ہے جو کہ اسی غرض سے قائم کیا گیا کہ اس کے وسیلے خدا کے کلام توریت و انجیل کی منادی ہو۔ اور بچے تعلیم پا کر مسیحی بنجاویں۔ سکول تو اسی غرض سے قائم ہوا۔ پر اگر اُستاد اس بات کا ذمہ اپنے اوپر نہیں لیتا تو کیا فائدہ۔ اس صورت میں نہ سکول کے وسیلے کوئی منادی ہوگی نہ کوئی بچہ مسیحی بن جاویگا۔ پر اگر اُستاد اس بات کا ذمہ اپنے اوپر لیتا ہے تو پھر وہ کلام کی منادی میں بچوں کو مسیح کے پاس لانے میں بچوں کے چال و چلن کو کلام کی ساری منشا کے مطابق سدھارنے میں کونسی کوشش نہ کریگا۔ ایسا اُستاد ہمیشہ یہی سوچیگا کہ کس طرح وہ بچے جنہیں وہ پڑھاتا ہے پڑھتے پڑھتے مسیحی بن جاویں۔ وہ اُن کے سامنے مسیحی نمونہ پیش کریگا۔ اپنے فرض سے زیادہ اُن کو سکھا دیگا۔ اگر پڑھائی کا وقت ہو اُس وقت وہ بھی سوچیگا کہ وہ کونسی مفید باتیں ہیں جو میں اپنے طالب علموں کی تربیت کے لئے کہوں۔ اگر اُن کے ساتھ کھیل میں شریک ہو تو پھر بھی باتوں ہی باتوں میں اُن کے سامنے کلام کی منادی کریگا۔ بائبل کی ساری باتیں اُن کو سکھا دیگا۔ بچوں کی حالت کو دیکھ دیکھ اور پرکھ پرکھ کر اُن کی درستی کریگا۔ اس صورت میں بچے لائق مسیحی اور کلام کے اچھے خادم بنجاوینگے۔ اب اگر ایک مناد ہو جو کسی مشن کی طرف سے کلام کی خدمت پر لگایا گیا تاکہ اُس کی تعلیم دینے سے روحوں کی نجات اور خدا کے جلال کا کام دنیا پر پورا ہو۔ لیکن اگر وہ تعلیم دیتے ہوئے صرف دنیوی غرضیں اپنے سامنے رکھے اور اتنا دنیادار ہو کہ دنیوی فکر و لالچ کی وجہ سے وہ کلام ربانی کو نہ پڑھ سکے نہ اُس کا عامل بن سکے تو ایسے مناد کے مناد بننے سے اور اُسکی منادی سے کیا فائدہ جبکہ اُس نے حقیقی منشا کو نہ پہچانا اور نہ اس کے مطابق عمل کیا۔ پھر اگر ایک مناد ہو جو کسی مشن کی طرف سے ایک علاقے میں لگایا گیا تاکہ وہ لوگوں کو تعلیم دیوے اُنہیں ہدایت کرے۔ اُنہیں راہ نجات سکھاوے اور اُنہیں الٰہی پہچان بخشے۔ لیکن اگر مناد کی زندگی کی چال اُسکی گفتگو اُس کے کاروبار اُس کا طریق زندگی اُسکا لوگوں کے ساتھ ملنا کلام حقیقی کی منشا کے مطابق نہیں تو کیا فائدہ؟ ایسے مناد نے نہ اپنے آپ کو پہچانا نہ اپنی زندگی کو نہ اپنی خدمت کو۔ اب اگر ایک مناد ہو جو کلام کی خدمت پر لگایا گیا جو دنیوی طور سے بڑا ہے یا چھوٹا۔ و بعض اور لوگوں کو اپنے ماتحت رکھتا ہوا خدمت کا کام کرتا ہے۔ اگر وہ کلام کی خدمت کا کام کرتے ہوئے اس کے حقیقی منشا کو پہچانتا ہو اور اپنی خدمت کو کسی قسم کے دنیوی نفع کا یا کسی طرح کی بدی کا نشانہ نہیں بناتا بلکہ روحوں کی نجات اور خداوند کے جلال کے مسئلہ کو اپنے روبرو رکھتا ہے تو پھر وہ کون سا کام ہے یا وہ کونسی کوشش ہے جو وہ روحوں کی نجات اور خداوند کے جلال کے لئے نہ کریگا؟ یا وہ کون سی مصیبت ہے جو وہ کلام کی خاطر گوارا نہ کریگا۔ کلام ربانی سے وہ ساری باتیں جو نجات کے لئے ضروری ہیں کھوج کھوج کر اُنہیں دریافت کریگا۔ ساری باتوں کا عامل بنیگا۔ جیسا

اپنے لئے فکر مند ہوگا۔ ویسا ہی اپنے لوگوں کے لئے بھی فکر کریگا۔ ہر صورت سے اور ہر طرح سے انہیں کلام کی تعلیم دیگا۔ جو باتیں اپنے لئے ضروری سمجھیگا وہی اپنے لوگوں کو بھی سکھا دیگا اُن کے چال چلن کو کلام کے مطابق بنا دیگا۔ کسی نار وا یا ناواجب کام میں لوگوں کا شریک نہ ہوگا۔ بلکہ کسی گناہ کرتے دیکھکر خوش نہ ہوگا۔ بلکہ جب تک اس بدی کو لوگوں میں سے دور نہ کرے اُسے چین نہیں آویگا۔

اب باقی سب کاموں میں بھی جو کلام کی خدمت کی غرض سے کئے جاتے ہیں اُن سب میں اس بات کو دیکھنے کی ضرورت ہے کہ اُن سب کے وسیلے کلام کی حقیقی منشا کہاں تک برآتی ہے۔ ہر ایک اپنی نسبت آپ فیصلہ کرے۔ اگر کسی کام سے جو کلام کی خدمت کی غرض سے کیا گیا ہے۔ اُس سے کلام کی حقیقی منشا بر نہیں آتی۔ اُس کے لئے پولوس رسول اپنے نامے میں جو وہ پہلی دفعہ کارنتھ کی کلیسیا کے نام لکھتے ہیں اُس کے تیسرے باب تیرھویں آیت میں لکھتے ہیں کہ آزمایش کے دن وہ کام جل جائیگا۔ اور اُس کے ساتھ اس کا کرنے والا بھی۔

پس کلام کے خادم کو کس قدر ضروری ہے کہ وہ ایسی خدمت کرے جو باقی رہے اور وہ خود بھی باقی رہے اور خداوند کی خوشی میں شریک ہوجائے۔

اے آسمان و زمین کے قائم کرنے والے اور جو کچھ اُن میں ہے اُن سب کے پیدا کرنے والے آسمانی باپ میں تیری منت کرتا ہوں کہ اُن سب کاموں میں جو تیرے بندے تیرے جلال کی خدمت کے لئے کرتے ہیں اُن سب میں اپنی پاک مرضی کو اپنے لوگوں پر ظاہر کر اپنے نام کو جلال دے اور اپنے بندوں کی بھلائی کر جو کام تیرے بندے تیرے جلال کے لئے کرتے ہیں اُس کا اجر ہمیشہ تک اپنے بندوں کے لئے محفوظ رکھ۔ آمین۔

الٹیمر سنگھ مسیحی سادھو۔

نور افشاں کے لئے نئے خریدار دیجئے۔

غزل

از قلم جناب منشی وکٹر۔ ای۔ نیوٹن صاحب ثمر دہلوی مقیم سہارنپور

مصرعہ طرح:۔ لائیگا رنگ خون دلِ داغدار کب

رونگی ہجر یار میں اے چشم زار کب　　دیگا اُسے خبر مرے اشکوں کا تار کب

اے باغباں آئیگی فصل بہار کب　　گلرو گلے میں پہنیگے پھولوں کے ہار کب

کب غنچہ مسکرائینگے اے تند زخم دل　　گل ہونگے محو خندہ رخسار یار کب

کب سرو سرو آئینگے جھومتے نسیم کے　　لہرائیگا یہ سبزہ لبِ جوئ بار کب

اللہ رے جنوں مجھے یہ بھی خبر نہیں　　ہاتھوں سے مرے جامہ ہوا تار تار کب

نیند آگئی ہے سایۂ خنجر میں بیٹھ کر　　دیکھو تو بے قرار کو آیا قرار کب

سو بار شام ہجر میں مرنا پڑا مجھے　　ٹلتی بلا یہ سر سے میرے ایکبار کب

گلشن میں دوک کی بہت لینے لگے ہیں گل　　لائیگا رنگ خون دلِ داغدار کب

تاریکِ نگاہ لُطف زخم بدن سیور　　ٹانکوں کے کام آئینگے زلفوں کے تار کب

تاریک شب میں آئے ہیں وہ بہر فاتحہ　　گل ہوگیا ہے ہائے چراغ مزار کب

ثابت کیا ہے چرخ نے گردش میں ڈالکر　　دیتا ہے ساتھ غم میں کوئی غمگسار کب

ارشاد ہو تو شعر لکھے سینکڑوں ثمر　　مضموں سے تنگ ہوتے ہیں مضموں نگار کب

نور و مبارک ہو

طلبای سابقین بیرنگ ہائی سکول بٹالہ جناب گرامی القدر فیض مآب منشی نہال چند صاحب کے دلی اظہار محبت بذریعہ مبارکبادی عید تولد کمال مشکور ہیں اور آپ کو اپنا ناچیز ہدیۂ مبارکبادِ نوروز پیش کرتے ہوئے باری تعالےٰ سے دست بدعا ہیں کہ وہ ذات پاک آپ کو اس سال نو میں تمام آسمانی و زمینی۔ دینی و دنیوی۔ روحانی و بدنی نعمات و برکات سے مستفید و مالامال فرمائے آمین ثم آمین

مبارک و دعاگو:۔

سموایل۔ ایچ۔ چوہان۔ آنریری سکریٹری

اولڈ بیرنگینز ایسوسی ایشن۔

کینیڈی ہال۔ لاہور۔

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر ضرور لکھیں۔

اشتہار ۴/۴

مرالیوالہ میں جو گجرانوالہ سے سات میل جنوب اور اسٹیشن امین آباد سے ۳ میل مغرب میں واقع ہے۔ ہم کو پچاس ہلوں کی ضرورت ہے حصہ مزارعہ ⅔ حصہ مالک ⅓ بعد دو سیر فی من ۱۱ حصہ مزارعہ سال اول کے لئے ہوگا۔ نیز ہم کو دس ملازم کاشت کے کام کے لئے چاہئیں۔ جنکو کھانا دس من پکے سے لیکر بیس من پکے تک اناج سالانہ حسب لیاقت ملیگا۔ المشتہر

جے۔ ڈانیل گجرات

مبارکباد

ہم مسٹر ایم۔ اے غنی کو پنجاب کونسل کا میمبر نامزد ہونے کے لئے مبارکباد دیتے ہیں۔

پادری ڈبلیو۔ جے کلارک صاحب ایم۔ اے مینجر نور افشاں ایرس روڈ لاہور کیلئے پنجابی پریس لاہور میں باہتمام لالہ دیوان چند صاحب پرنٹر چھپا۔